سید کاشف علی شاہ* ڈاکٹر رخشندہ مراد**

ماحولیاتی انصاف اور مجید امجد کی شاعری (ماحولیاتی تنقیدی مطالعہ)

Abstract: *Ecocriticism is modern critical theory. From its beginning in 1990s, its emerging and involving many aspects of life; it was made its canvas vast. Environmental Justice is modern perspective which involves both human and non-human nature and seeks justice and equality for all. All kind of races and discrimination of living and non-living objects are rejected in this critical perspective. Majeed Amjid is renowned Urdu Poet whose poetry contains a verity of ecocritical perspective. This article is an introduction of Environmental Justice with analytical examples from Majeed Amjid's poetry. It is also analyzed that how he has presented the Nature to promote the Environmental Justice.*

ماحولیاتی تنقید کا باقاعدہ آغاز 90ء کی دہائی میں ہوا۔اس کے محرکات میں سب سے اہم ماحولیاتی بحران ہے۔ قدرتی ماحول پہ انسان کا بے جا تصرف اور صنعتی ترقی کی دوڑ قدرتی ماحول کو عدم توازن کا شکار کر رہے ہیں۔اس صورتحال کی سنگینی کے پیشِ نظر جہاں مختلف دوسرے شعبوں میں ماحولیاتی شعور کے پیشِ نظر اقدام کیے جانے لگے وہیں ادب میں ماحولیاتی تنقید ایک باقاعدہ دبستان کے طور پر سامنے آئی۔ بطور تنقیدی دبستان اپنی الگ شناخت سے اب تک ماحولیاتی تنقید تین دہائیوں پر مشتمل ہے۔ اس مختصر سے وقفے میں ماحولیاتی تنقید نے بہت جلد ارتقائی منازل طے کیں اور اپنے دامن کو وسیع کرتی گئی ہے۔ بنیادی طور پر ماحولیاتی تنقید ادب اور طبعی ماحول کے تعلق کا مطالعہ ہے۔ماحول کی پیشکش ادب کے لیے غیر مانوس نہیں مگر اس تنقیدی تناظر کا وصف یہ ہے کہ یہ ماحول کی ایسی پیشکش پر زور دیتا ہے کہ جس میں فطرت کسی پس منظر کے طور پر یا ضمنی طور پر نہ ہو بلکہ بطور مرکزی موضوع ہو۔ شیرل گلاٹفیلٹی (CheryllGlotfelty) نے اس کے طرزِ اظہار کے لیے "زمین مرکز" کی اصطلاح استعمال کی چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

Ecocriticism is the study of the relationship between literature and the physical environment. Just as feminist criticism examines language and literature from a gender-conscious perspective, and Marxist criticism brings an awareness of modes of production and economic class to its reading of texts, Ecocriticism takes an earth-centered approach to literary studies.(1)

* ایم فل اسکالر، شعبہ اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو ئجز، اسلام آباد
** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

شیرل گلاٹفیلٹی کی اس وضاحت کو پیشِ نظر رکھا جائے تو با آسانی یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ جس طرح کوئی بھی دیگر تنقیدی بیانیہ انسان یا انسانوں کے کسی صنفی یا معاشرتی طبقے اور اس کے مسائل کو موضوع بناتا ہے اور وقت کے ساتھ اس کی بدلتی نوعیت کے اعتبار سے اس کی پیشکش میں تبدیلی آتی رہی ایسے ہی ماحولیاتی تنقید ماحول کی بتدریج بدلتی صورتحال اور اس کے مسائل سے بحث کرتی ہے۔ جیسے تانیثیت ادب عورت، اس کے مسائل، نسائی تصور یا عورت کے مقام کے تعین وغیرہ کے مطالعے کا نام ہے، ایسے ہی ماحولیاتی تنقید ماحول کی ادب میں پیشکش کے مختلف حوالوں کو پرکھتی ہے۔ زمین مرکز سے یہاں مراد کرہءِ ارض ہے۔ اس کرہ کے تمام موجودات ماحولیاتی تنقید کا موضوع ہیں۔ ٹموتھی مارٹن(Timothy Morton) نے ماحولیاتی تنقید کی تعریف میں اس کا ذکر صراحت سے کیا وہ لکھتے ہیں:۔

> Conventional ecocriticism is heavily thematic. It discusses ecologicalwriters. It explores elements of ecology, such as animals, plants,or the weather.(2)

یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ روایتی فطرت نگاری اور ماحولیاتی تنقید ماحولیات کی پیشکش میں کیا امتیاز روا رکھتی ہیں۔۔ بنیادی فرق جو ان دونوں میں ہے وہ ماحول کی پیشکش کے اسلوب میں ہے۔ قدیم فطرت نگاری میں فطرت کی پیشکش بطور پس منظر کے ہوتی رہی یا پھر اس کی انفرادی پیشکش میں اس کو انسانی افادے یا انسانی تعبیر و تصور کے تحت پیش کیا گیا۔ فطرت بذاتِ خود ایک مجسم یا زندہ حیات کے طور پر اپنی الگ شناخت سے عاری تھی۔ اس نئے تنقیدی تناظر میں فطرت ایک متحرک وجود یا اکائی کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔ ایسی پیشکش میں کوئی بھی قدرتی ماحولیاتی عنصر کسی دوسرے عنصر کے حوالے سے اپنے مقام کا تعین نہیں کرتا بلکہ وہ خود اپنی انفرادیت اور شناخت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ لارنس بیول(Lawrence Buell) کے مطابق:۔

> Environmental criticism strives to move the notion of environment from abstraction to a tangible concern.(3)

اس کی وضاحت میں کئی پہلو پیش کیے جا سکتے ہیں۔ قدیم فطرت نگاری میں کوئی ایک خاص مقصدیت یا ایسا پہلو متعین نہیں تھا جس کے پیشِ نظر فطرت کو کسی خاص فکر کے تحت پیش کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ کہیں فطرت کی پیشکش تخیلاتی اور فطری ماحول سے ماورا ہو جاتی ہے اور اگر کہیں فطری ہے بھی، تو اس میں ماحول کی نہ تو اہمیت اجاگر کی گئی ہے اور نہ ہی اس سے ماحولیات کو درپیش مسائل یا خطرات کا عندیہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ اگرچہ اس وقت ماحولیاتی بحران کا اتنا واضح نہ ہونا بھی ہے۔ اس صورت میں ماحول کے تمام موجودات کی اہمیت اور برابری کا تصو بہر حال پیش کیا جا سکتا تھا۔ لیکن قدیم فطرت نگاری میں ایسا نہیں ہے۔ وہ کسی منشور کے تحت نہیں بلکہ ضمنی طور پر ہے کبھی تو پس منظر کے طور پر ہے اور کہیں منظر نگاری کے طور پر۔ اس میں ماحولیاتی تنقید کے کچھ پہلوؤں سے مماثلت تو ہے لیکن کوئی خاص فکری سمت نہیں جو ایک ایسا فکری نظام ترتیب دے سکے جو ماحول اور ماحولیاتی مسائل پر غور و فکر کی دعوت دے۔ جبکہ ماحولیاتی تنقید میں ماحول کے تمام موجودات کو ہر حوالے سے خواہ وہ اہمیت ہو یا درپیش مسائل اجاگر کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انسان کا کوئی رویہ یا

کوئی بھی ایسا عمل جو ماحولیاتی بحران کا سبب بن رہا ہے زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔اس ضمن میں تھامس (Thomas K Dean) نے ویسٹرن لٹریچر ایسوسی ایشن کی 1994 کی میٹنگ میں پیش کردہ پیپر میں یوں وضاحت کی ہے۔

> Eco-criticism is a study of culture and cultural products (art works, writings, scientific theories, etc.) that is in some way connected with the human relationship to the natural world. Eco-criticism is also a response to needs, problems, or crises, depending on one's perception of urgency. First, eco-criticism is a response to the need for humanistic understanding of our relationships with the natural world in an age of environmental destruction. In large part, environmental crises are a result of humanity's disconnection from the natural world, brought about not only by increasing technology but also by particularization; that is, a mentality of specialization that fails to recognize the interconnectedness of all things. In terms of the academy, eco-criticism is thus a response to scholarly specialization that has gone out of control; eco-criticism seeks to reattach scholars to each other and scholarship to the real concerns of the world.(4)

اس اقتباس کو دیکھا جائے تو ہمیں ماحولیاتی تنقید کی کئی جہتوں سے آشنائی حاصل ہوتی ہے۔ماحولیاتی تنقید ہر اس فن پارے سے بحث کرے گی جو انسان کا فطری ماحول سے تعلق بیان کرے۔اس تعلق کے بہت سے حوالے ہیں۔ایک حوالہ تو ماحولیات کے تمام عناصر کا ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہونا ہے اور اس نظام میں برابری کے حقوق ہیں۔دوسرا حوالہ ماحولیاتی بحران ہے۔اس کے اسباب میں پہلا سبب تو صنعتی ترقی اور ٹیکنالوجی کا بے دریغ استعمال ہے۔لیکن اس کے پیچھے تھامس کے نزدیک جو مرکزی نقطہ ہے وہ انسان کی فطرت سے بے اعتنائی ہے۔انسان فطرت سے کٹ چکا ہے۔انسان اور ماحول کی یہ بے ربطی ہی اس بدلتی صورتحال کا محرک ہے۔اس کا ماحول سے لاتعلق ہونا جدید صنعتی اور مشینی عہد کی پیداوار ہے۔ماحولیاتی تنقید اس بحران کے عہد میں ایک ایسا فکری نظام ہے جو انسان کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے کہ وہ اس ماحولیاتی بحران میں انسان اور فطرت کے ربط اور ماحول کے دیگر عناصر کے ساتھ اس کے تعلق کی تفہیم کی طرف آئے۔تمام بشر مرکز سرگرمیاں خواہ وہ عملی ہوں(جس میں صنعتی ترقی اور ٹیکنالوجی کی دوڑ وغیرہ سب شامل ہیں) یا فکری،ان میں تمام تنقیدی نظریات شامل ہیں-انسان کو فطرت اور اس کے موجودات سے دور لے گئی ہیں اور وہ ان عناصر اور اپنے تعلق کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ماحولیاتی تنقید کا ایک پہلو اس تعلق کی تفہیم بھی ہے کہ کس طرح ماحولیات کے تمام عناصر ایک دوسرے جڑے ہوئے ہیں؛ان کی ضرورتیں کس طرح ایک دوسرے سے وابستہ ہیں؛اور کس طرح کسی ایک عنصر کی فوقیت یا ثنویت ماحولیاتی عدم توازن اور بحران کا سبب بنتی ہے۔گویا یہ طرزِ مطالعہ دوہرا عمل ہے ماحولیات اور ماحولیاتی بحران کی پیشکش اور اس صورتحال سے نکلنے کی طرف سفر۔ماحولیاتی تنقید ان تمام مسائل کی بنیاد،جس مرکزی فکر کو سمجھتی ہے،وہ بشر مرکزیت ہے۔بشر مرکزیت سے مراد ہر وہ نظریہ یا طرزِ تفہیم ہے جو انسان کو معیار یا مرکز مانتا ہے۔ایسی صورت میں ماحول میں موجود دیگر تمام عناصر کی حیثیت ثانوی ہو جاتی ہے۔اس کے تحت معاشرے میں پنپنے

والے رویے قوانین، تہذیب، ترقی اور ارتقاء کے تمام دائرے انسان کے گرد گھومتے ہیں۔ ہر تبدیلی اور ارتقاء میں اس کے معاشی، معاشرتی اور نفسانی فائدے کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔ چونکہ اس طرزِ فکر سے ملکیت کا احساس جنم لیتا ہے اور انسان باقی تمام چیزوں پر تصرف و تسلط اپنا حق سمجھتا ہے۔ یہی سوچ اسے فطرت کے استحصال پر مائل کرتی ہے، اور وہ اپنے فائدے آسائش یا لطفِ طبع کے لیے ماحول کو مسلسل تباہ کیے جا رہا ہے۔ لہذا ماحولیاتی تنقید اس نظریے کو رد کرتے ہوئے حیات مرکزیت کو بنیاد بناتی ہے ۔ ٹموتھی کلارک (Timothy Clark) کے لفظوں میں:۔

> Anthropocentrismnames any stance, perception or conception that takes the human as center or norm. An 'anthropocentric' view of the natural world thus sees it entirely in relation to the human, for instance as a resource for economic use, or as the expression of certain social or cultural values – so even aesthetics of landscape appreciation can be anthropocentric. (5)

اس اقتباس کا آخری حصہ بہت اہم نکتہ ہے جو روایتی فطرت نگاری اور جدید ماحولیات نگاری کو جدا کرتا ہے۔ قدیم فطرت کی پیشکش میں انسان کو ہی مرکز مانا جاتا ہے۔ فطرت کی تحسین و تعریف میں اس کی حسِ جمال کی تسکین اور اس کے فائدے کو مدِ نظر رکھا جاتا رہا ہے۔ یعنی فطرت کی پیشکش بھی بشر مرکز ہو سکتی ہے۔ جیسے مثنوی گلزارِ نسیم کے ان اشعار میں مظاہر پسندی ہے لیکن اس میں بشر مرکزیت اور انسان کا تسلط محسوس کیا جا سکتا ہے۔

نرگس تو دکھا کدھر گیا گل ؟ سوسن تو بتا کدھر گیا گل

سنبل مرا تازیانہ لانا شمشاد انہیں سولی پہ چڑھانا (۶)

بشر مرکزیت کے متضاد، ماحولیاتی تنقید میں حیات مرکزیت کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ حیات مرکزیت کے مطابق ماحول کے تمام موجودات اتنے ہی حقوق رکھتے ہیں جتنے انسان رکھتا ہے۔ ماحول میں موجود کسی بھی عنصر کی حیثیت ثانوی نہیں ہے۔ لارنس بیول لکھتے ہیں۔

> **Biocentrism** The view that all organisms, including humans, are part of a larger biotic web or network or community whose interests must constrain or director govern the human interest. Used as a semi-synonym for ecocentrism and in antithesis to anthropocentrism.(7)

ادبی تناظر میں دیکھا جائے تو ادب میں انسان کے ہاتھوں ماحول کے کسی بھی رکن پر جبر و تسلط یا استحصال کی مذمت حیات مرکزیت ہے۔ اس کے علاوہ ماحول کی ایسی پیشکش جس میں ماحول کا ہر عنصر برابر اہمیت کا حامل نظر آئے حیات مرکزیت کہلائے گا۔ ماحولیاتی تنقید کے ارتقائی سفر میں یہی نکتہ بنیاد فراہم کرتا ہے۔ حیات مرکزیت کی اصطلاح بشر مرکزیت کے تضاد میں استعمال ہوتی

ہے۔ماحولیاتی تنقید کا دیگر تنقیدی دبستانوں سے بنیادی فرق یہی حیات مرکز فکر ہے۔ماحولیاتی تنقید ہر اس فکری زاویے کی تردید کرتی ہے، جس کا مرکز صرف انسان کو بنایا جائے اور باقی ہر شئے کی تعریف اس کے مطابق کی جائے۔اس مقابلے میں ماحولیاتی تنقید Biocentrism یاEcocentrism کو بنیاد بناتی ہے جس میں اس ماحول کے تمام موجودات برابری کا درجہ رکھتے ہیں۔لہذا کوئی بھی بیانیہ ہو اس میں تمام موجودات کو مساوی نظر سے دیکھا جائے گا اور کسی ایک نوع کو مرکزیت نہیں دی جائے گی۔"beneath the surface" میں حیات مرکزیت کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے۔

> Ecocentrism is the idea that the ecosphere and ecological systems are the focus of value. It is a holistic view of value, for entire systems are thought to be valuable, rather than individual humans or individual natural entities (such as animals).(8)

اس تعریف میں بہت واضح ہے کہ اقدار کے تعین اور فکری بیان میں پورے ماحولیاتی کرے کو پیشِ نظر رکھا جائے اور اس ماحولیاتی نظام کے ہر رکن کو ایک جیسی اہمیت دی جانی چاہیے۔یعنی حیات مرکزیت اس ماحولیاتی کرہ کے تمام موجودات کو ایک جیسی اہمیت دینے اور کسی بھی فکری نظام کی تشکیل یا کسی بھی قدر کے تعین کے لیے پورے ماحولیاتی نظام کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بشر یا غیر بشر کی تقسیم کو نظر انداز کرنے کا نام ہے۔یہاں یہ امر نہایت واضح ہے کہ یہ فکر بشر مرکزیت کی رد میں ہوتے ہوئے بھی بشر مخالف نہیں ہے۔یہ انسان اور دیگر تمام موجودات کے ایک جیسے حقوق تسلیم کرنے کا نام ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس برابری سے کیا مراد ہے یا اس کی عملی صورت کو کس طرح واضح کیا جاسکتا ہے اور عام زندگی کے وہ کون سے رویے ہیں کہ جن کی بنیاد پر اس مساوات کی تفہیم کی جاسکتی ہے۔اس ضمن میں Eccy de jonge نے اس کی وضاحت کچھ اس طرح کی:۔

> The doctrine of biocentrism requires not merely that we value individuals or species *for their own sake*, or accept that non-human beings maintain a functioning integrity, but that we recognize *all* living beings deserve equal moral consideration. Moral consideration applies to an organism's interests, needs, functioning integrity, or natural right to life, where a natural right to life implies that all species and individuals have a right to fulfill their own existence as evolutionary beings.(9)

حیات مرکزیت کی یہ جامع وضاحت دونوں حوالوں کو اجاگر کر دیتی ہے ایک یہ کہ ہم نے پورے کرہ ارض کو کیسے مرکز ماننا ہے اور دوسرا یہ کہ وہ مساوات کا حق کیا ہے جو بشر مرکزیت نہیں دیتی۔

اس اقتباس میں واضح کیا گیا ہے کہ حیات مرکزیت میں کسی بھی نوع کی قدر کا تعین یا اس کا مقام طے کرتے وقت اس نوع کو مدِ نظر نہیں رکھا جاتا نہ اس نوع کے انفرادی فائدے کو بلکہ اس کے مفادات کا تعین ماحول کے مفادات کے ساتھ جڑا ہے۔یعنی پورے

ماحولیاتی نظام کو سامنے رکھ کر کسی بھی نوع کے اختیارات یا اس کے حقوق کا تعین کیا جاتا ہے۔ کہ قدرتی ماحولیاتی نظام میں اس کیا تناسب کیا ہے یا اس کی فطری زندگی کے تقاضے کیا ہیں اور اسے اپنی زندگی اور بقا کا ماحولیاتی اخلاق کے تحت حق حاصل ہے اور بنیادی حق یہ ہے کہ ہر نوع کو اپنی نسل بڑھانے اور اپنی زندگی کی بقا کا حق کا حاصل ہے۔ کسی ایک نوع کی فطری نمو روک کر کسی بھی دوسری نوع کی آبادکاری میں اضافہ ماحولیاتی اخلاقیات کے خلاف ہے۔

ماحولیات کی اس نئی تفہیم و تعبیر نے کئی ایک نئے پہلوؤں کو ماحولیاتی ادب میں شامل کیا۔ جن میں سے نظریاتی بنیادوں اور ماحولیاتی ارکان کے مقام کے تعین کے حوالے سے اہم مظاہر پسندی (Animism) ہے۔ فطرت کو برابری کا مقام دینے کے لیے ضروری تھا کے اس کے اور انسان کے مابین جن تصورات کو بنیاد بنا کر فرق قائم کیا جاتا ہے اور ماحول کو ثانوی حیثیت دی جاتی ہے انھیں رد کیا جائے ۔ مظاہر پسندی نے اس کے لیے بنیاد فراہم کی اور اس ضمن میں فطرت کو انسان کے برابر لا کھڑا کیا۔ اور حیات مرکزیت یہی تقاضا کرتی ہے کہ انسان کے رویے ماحول کے ساتھ باہمی مفاد اور فطری ضرورت کی بنیاد پر ہونے چاہیں اس لحاظ سے ہم کہ سکتے ہیں کہ مظاہر پسندی ماحولیاتی تنقید وہ بنیاد فراہم کرتی ہے کہ جس کی بنیاد پر اس امتیاز کو رد کیا جا سکتا ہے کہ انسان شعور اور قوتِ ارادی کی بنیاد پر تمام موجودات سے برتر ہے اور وہ یکطرفہ فیصلوں کا حق رکھتا ہے اور مظاہر پسندی ان صفات کے حوالے سے کسی درجہ بندی کی قائل نہیں ہے۔ بلکہ اس کے نزدیک یہ تمام صفات ہر نوع میں ایک جیسی ہے ۔"کرسٹوفر بریڈک نے اینمزم ان آرٹ اینڈ پرفارمنس" میں Spyros Papapetros کے حوالے سے لکھا۔

> Animism does not refer to a singular object; instead, theanima is a property common to all natural bodies: human, animal, vegetal,and mineral. Value is produced not by the fixation of power on a singleobject, but instead by its constant redistribution among a collectivity ofpersons and things.(10)

یعنی مظاہر پسندی اس بات پر زور دیتی ہے کہ تمام انواع میں ایک جیسی روح ہے۔ یا یوں کہ لیجیے کہ یہ روح جس میں تمام تر انسانی حسیات شامل ہیں تمام موجودات کی مشترک صفت ہے۔ انسان، نباتات، جمادات وغیرہ سب ایک جیسے روحانیت کے حامل ہیں۔ لہذا اب جب ہم سماجی اقدار کی بات کریں گے تو پھر وہ اقدار کسی ایک نوع کو متصرف مانتے ہوئے نہیں طے کی جا سکتیں۔ اور نہ ایسا کوئی نظام، خواہ وہ فکری ہو یا عملی قابلِ قبول ہو گا کہ جو کسی بھی ایک نوع کے مفادات کا محافظ ہو اور اسے مضبوط بنائے بلکہ ایک ایسا نظام اور ایسی قدر قابلِ قبول ہیں کہ جو تمام موجودات کے مفادات اور ان کی خواہشات کا احترام کرتی ہو۔ مظاہر پسندی بھی ماحولیاتی تنقید کے دیگر فکری زایوں کی طرح انسان کو حذف نہیں بناتی بلکہ اسے تمام دیگر انواع کی برابری پر لے آتی ہے۔ اور یہ تقاضا کرتی ہے کہ انسان ان کو برابر عزت و وقار کا حامل گردانے۔ یہ مظاہر پسندی کی اطلاقی صورت ہے۔ اس کے اسی فکری پہلو کو جامع انداز میں Marc Brightman نے یوں بیان کیا ہے۔

Animism is, by definition, the attribution of human(-like) subjectivity, agency and emotion to non-humans:in short, non-humans seem to be endowed with personhood.(11)

یعنی مظاہر پسندی بشر اور غیر بشر کی امتیازی تقسیم کی نفی کرتے ہوئے یہ تقاضا کرتی ہے کہ غیر انسان موجودات کو بھی انسان ہی سمجھا جائے۔ جذبات، احساسات، حقوق، وغیرہ کے معاملے میں دیگر موجودات کو بھی اسی طرح دکھا جائے جیسے کسی انسان کو۔ گویاں یہاں بشریت کسی امتیازی صفت کا نام نہیں بلکہ ماحولیاتی نظام میں صرف ایک نوع کی جماعت کو بطور الگ نوع شناخت کرنے کا نام ہے۔ اس کے علاوہ حسیاتی سطح پر یا شعوری سطح پر تمام انواع کو ایک جیسا ہی سمجھا جائے۔ اور جیسے ایک اچھی اقدار کا حامل انسان دوسرے انسانوں کی نہ صرف بدنی حفاظت کو اپنے ہر عمل پیشِ نظر رکھتا ہے بلکہ داخلی سطح پر اس کی خواہشات، اور اس کے جذبات کا احترام کرتا ہے ویسے دیگر انواع کا بھی کرے۔ اور ان سے اسی طرح پیش آئے جیسے ایک اچھے سماج میں ہر سماج رکن سے دوسرے سماج رکن سے پیش آتا ہے۔ مظاہر پسندی ہی وہ نظریہ ہے جو عام ماحولیات کے حفاظتی نعروں سے سے ماحولیاتی تنقید کو الگ کرتا ہے اور ماحول کو زیادہ محفوظ بناتا ہے۔ جب ہم ماحول کی حفاظت کی تبلیغ میں مفادات کو بنیاد بناتے ہیں اور یہ دعوی کرتے ہیں کہ فلاں عمل سے ماحول کو نقصان پہنچ رہا ہے اور اس سے انسانی زندگی کو خطرہ ہے۔ تو اس میں ہم ایک وسیع گنجائش انسان کے لیے پیدا کر دیتے ہیں کہ وہ کئی بہانے تراش سکتا ہے اور کئی توجیہات ایسی پیش کر سکتا ہے جو اسے ماحول کے دیگر موجودات پر غیر فطری تصرف کی گنجائش دیں۔

انسانی تہذیب، انسانی ترقی، انسانی زندگی کی آسائش جیسے کئی ایک پہلو ماحولیات میں دخل اندازی اور تبدیلی کے نکالے جاسکتے ہیں۔ اور یہی پہلو نکالتے ہوئے ابھی تک ماحولیاتی کی تباہی کی جاتی رہی ہے۔ ہم جب بھی ماحولیاتی حفاظت کی بات مفادات کے تناظر میں کرتے رہے گے تو وہی انواع اجانوروں کی اور پودوں کی باقی رہ سکتی ہیں جن کو انسان اپنے لیے ضروری سمجھتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ جب ہم بنیادی نکتہ کسی نوع کی بقاء کی ضروت کا ماحول کی بقاء میں ناگزیریت بتائیں گے تو پھر اس کی تشریح بھی انسان ہی کے ذمے ہو گی۔ انسان پیچیدہ ماحولیاتی نظام کا عارف نہیں ہے لہذا وہ اس کی ماحولیاتی نظام میں اہمیت سے بھی عین ممکن ہے ناواقف ہو۔ یا واقفیت ہونے کے باجود بھی اس کی اہمیت سے کسی اور دوسری نوع کی اہمیت زیادہ سمجھتا ہو۔ لہذا وہ اس نوع کی نسل کشی کر کے دوسری نوع کی مصنوعی افزائش کو ترجیح دے گا۔ جس سے بہت سی ماحولیات کی قدرتی انواع ناپید ہو جائیں گی اور ہو رہی ہیں۔

مظاہر پسندی کسی بھی نوع کی اہمیت یا اس کے حقِ حیات کو انسان یا کسی دوسری شئے کے فائدے کے ساتھ منسلک نہیں کرتی۔ نہ ہی اس کو کسی خارجی تعلق کی بنیاد پر جانچتی ہے۔ بلکہ وہ ایک ماحولیاتی سماج کا تصور دیتے ہوئے تمام انواع کو اس سماج کا اتنا ہی اعلیٰ فرد قرار دیتی ہے جتنا کہ انسان کو شمار کیا جاتا ہے۔ اور وہ ان کے وجود اور ذات کو اس سماج کا ایک مکمل فرد سمجھتے ہوئے اس کے جزبات اور احساسات کو احترام کرنے پر زور دیتی ہے۔

اس فکری تناظر کو دیکھا جائے تو ایک وسیع سلسلہ ہے جس کے زیر اثر بہت سے انسانی رویوں کی تردید و تصحیح کرتے ہوئے ایک ایسا فکری نظام پیش کیا جا سکتا ہے کہ جس میں تمام ماحولیاتی کائیوں کو زندہ تصور کرتے ہوئے ان کے غیر فطری استعمال کو روکا جا سکتا ہے اور انسان کے دیگر ماحولیاتی ارکان سے تعلق کو اس طرح وضع کیا جا سکتا ہے جو ماحولیاتی عدم توازن کو ختم کرتے ہوئے ایک متوازن ماحول ممکن بنائیں۔ گویا ایک ماحولیاتی سماج کا تصور دیا جا سکتا ہے۔

ماحولیاتی سماج کو ہم بلکل ایسے ہی تصورات کی بنیاد پر استوار کر سکتے ہیں جس پر دیگر انسانی سماج کیے جا رہے ہیں۔ اعلیٰ سماجی اقدار جیسے کسی معاشرے کے عروج اور بقاء کی ضامن ہیں اور ان کا تعین سماج کے تشکیلی عناصر اور ان کے باہمی تعلقات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے اسی طرح مظاہر پسندی کے کے پیشِ نظر اعلیٰ ماحولیاتی سماجی اقدار وضع کی جا سکتی ہیں۔ جن میں ماحولیاتی سماج کے تمام تشکیلی عناصر (بشمول انسان) سے ایک جیسا سلوک کیا جائے۔ یہ نظام صرف غیر انسانی موجودات کی فلاح کا ضامن نہیں بلکہ بین الانواع مساوات کے ساتھ ساتھ یہ ہر نوع کے داخلی تعلقات میں بھی مساوات کے پیشِ نظر انسانوں کی طبقاتی، صنفی اور دیگر کسی بھی تعصبی تفریق کو رد کرتے ہوئے ماحولیاتی انصاف کی فضاء قائم کر سکتا ہے۔ کیونکہ مظاہر پسندی تمام انواع کی خارجی اور داخلی دونوں حوالوں سے برابری کی قائل ہے۔

یہی بنیادی تصور مزید وسعت اور گہرائی اختیار کر کے اپنی وسیع ترین صورت ماحولیاتی انصاف (Environmental Justice) کے طور پر سامنے آئے۔ اس پہلو کی مزید وضاحت میں ماحولیاتی تنقید کے سفر کو درجہ بہ درجہ دیکھا جائے تو اس کے تین دور سامنے آتے ہیں۔

پہلی لہر کا دوار نیہ 80 اور 90 کی دہائی کو سمجھا جاتا ہے۔ اس لہر کا خاصہ یہ ہے کہ اس دور میں ادب میں ماحولیات کی موجودگی کے تجزیے کے ساتھ ساتھ ماحولیاتی بحران کو پرکھا گیا۔ اور اس کے خلاف آواز اٹھانے کا رجحان رہا۔ اس میں زمین کے فطری ماحول اور اس کے موجودات کی بقاء میں اپنا حصہ ڈالنا بنیادی مقصد ہے اور اس حوالے سے لوگوں میں ماحولیاتی شعور پیدا کرنا اور ماحول کے لیے لکھنا ہی اس دور کا بنیادی رویہ تھا۔ اس دور کا مرکزی فکری رجحان انسانی ثقافت اور فطری ماحول کے درمیان امتیاز قائم کرنا ہے۔ اس امتیاز کے ذریعے فطرت کو تہذیب و ثقافت سے الگ، پرکشش اور بلند دکھایا جاتا ہے۔ یعنی اس دور میں ماحولیاتی ادب کی پیشکش پہ زور دیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ ماحولیاتی مسائل کو اجاگر بھی کیا گیا۔ اس دورانیے میں یہ ماحولیاتی تنقید کا مرکزی زاویہ تھا اور آج بھی ماحولیاتی تنقید کا ایک اہم حصہ ہے۔ آج بھی بہت سا ماحولیاتی تنقیدی کام ادب میں ماحول اور ماحولیاتی بحران کی پیشکش پر مشتمل ہے۔ اس طرزِ تنقید میں فطری ماحول اور ثقافت میں فرق قائم رہتا ہے۔

دوسری لہر گریگ گیرڈ کے کے مطابق جدید ماحولیاتی تنقیدی رویہ ہے جس میں انسان اور غیر انسان کی رائج امتیازی تقسیم پر سوال اٹھایا گیا۔ انسان اور غیر انسان، فطرت اور غیر فطرت جیسی امتیازی بنیادوں کو موضوعِ بحث بناتے ہوئے دیکھا جاتا ہے کہ کس طرح ایسی تقسیم کے علاوہ ماحولیاتی مسائل اور بحران کا حل یا اس کی پیشکش ممکن ہے۔ لارنس بیول کے مطابق اس لہر میں فطری ماحولیات اور تہذیب یافتہ ماحول دونوں ماحول کی اصطلاح کے دائرے میں شمار کیے جانے لگے۔ ایکو فیمنزم اور مابعد نو آبادیات جیسے فکری زاویے بھی اسی طرزِ تنقید کے پیدا کردہ ہیں۔ اور اسی وسعت سے انوائرنمنٹل جسٹس ایکو کریٹسزم موومنٹ کی بنیاد پڑی جو کہ ماحولیاتی تنقید کی ایک سیاسی شاخ کہی جاسکتی ہے۔ انوائرنمنٹل جسٹس ایکو کریٹسزم ایک وسیع ماحولیاتی تنقیدی زاویہ ہے جو نہ صرف فطری ماحولیاتی انصاف کا قائل ہے بلکہ یہ کسی بھی متن کے ماحولیاتی تنقیدی مطالعے کے ذریعے، طبقاتی تقسیم، صنفی تقسیم اور دیگر تعصبات کو بھی موضوع بناتا ہے۔ اس میں یہ تمام پہلو انسان کو بطور ماحول رکن سمجھتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ یعنی کسی بھی نوع سے دوسری نوع کے استحصال کی بات ہو یا کسی بھی ایک نوع میں صنفی یا طبقاتی استحصال کی بات ہو انوائرنمنٹل جسٹس ایکو کریٹسزم ماحولیاتی تنقید دونوں کو زیرِ بحث لاتی ہے۔ گویا یہ ایک طرح کا ماحولیاتی توازن پیدا کرنا چاہتی ہے جس میں ماحول کے تمام موجودات ایک دوسرے پر تجاوز نہ کریں۔ اس کی بنیادی فکر اگرچہ اپنی نوعیت میں کم وسعت کی حامل تھی لیکن بعد میں اس کے تناظرات وسیع تر ہو رہے ہیں۔ انوار نمنٹل جسٹس ایک عملی تحریک تھی جس کی وضاحت ایکو جسٹس ایجوکیشن میں یوں کی گئی ہے:۔

> The basic point of the environmentaljustice movement is to highlight that environmental damage happensdisproportionately in poor, working-class, and minority communities.(12)

اس تحریک نے ماحولیاتی بحران کے حوالے سے طبقاتی تقسیم کے پہلو کو پیشِ نظر رکھا۔ لیکن اگر ہم ماحولیاتی تنقید کے حوالے سے دیکھیں تو یہاں ماحولیاتی بحران صرف اور صرف آلودگی ہی نہیں بلکہ ماحول کے کسی بھی ایک رکن کو ثانوی حیثیت دینا یا اس کو برابر کے حقوق نہ دینا بھی ماحولیاتی بحران ہے۔ جیسا کہ حیات مرکزیت اور مظاہر پسندی کے ضمن میں ہم دیکھ چکے ہیں۔ ماحولیاتی انصاف کو اگر بطور ماحولیاتی تنقیدی نکتہ نظر دیکھا جائے تو یہ مزید وسعت اختیار کر جاتا ہے۔ اور اس کو کسی بھی طبقاتی تقسیم کے حوالے سے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ ماحولیاتی تنقید کے مباحث اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ یہ دیگر تھیوریز کی طرح طے شدہ بیانیہ نہیں بلکہ ایک طرزِ مطالعہ ہے جو اپنے اندر وسعت رکھتا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ دیگر کئی پہلو اس میں شامل ہو کے اس کے دامن کو وسیع تر کرتے جا رہے ہیں۔ تو اس کی وسعت اس بات کی متقاضی ہے کہ ماحولیاتی انصاف کے اس تصور کو صرف صنعتی آلودگی کے محدود حوالے کی بجائے مجموعی طور پر ماحولیاتی بحران کے تناظر میں دیکھا جائے۔ ٹموتھی مارٹن لکھتے ہیں:۔

> Then there is environmental justice ecocriticism, which considers how environmental destruction, pollution, and the oppression of specific classes and races go hand in hand.(13)

اگر ماحولیاتی تباہی کو ماحولیاتی انواع کے درمیان عدم توازن کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ زاویہ اتنا وسیع ہے کہ یہ بیک وقت ماحول کے عدم توازن اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے ولی تباہی، آلودگی کے ساتھ ماحول کے موجودات کے درمیان کسی بھی قسم کی عصبیت، طبقاتی یا صنفی تقسیم اور اس کے زیرِ اثر کسی بھی ایک نوع کے دوسرے پر تسلط کو موضوع بنا تا سکتا ہے ۔ ماحول کے تما موجودات ایک دوسرے پر ایک جیسا حق رکھتے ہیں۔ یہ تعلق برابری کا ہے۔ ہر نوع کے ساتھ اس کے مقام کے مطابق باقی تمام انواع کو تعلق ہونا چاہیے۔ ماحول اور اس کے موجودات کے تعلق کی تفہیم کے لیے ماحولیاتی تنقید ایک ایسا وسیع نظام ترتیب دیتی ہے جس میں ماحول اور ماحولیات کے تمام مسائل، موجودات کے تعلق کو کسی بھی سیاسی، سماجی، ماحولیاتی تبدیلی کے پیشِ نظر دیکھا جا سکتا ہے۔اس کی مزید حمایت کے لیے ہم اگر environment کی تعریف دیکھیں تو Christina A. Siry نے Robert Bullard کے حوالے سے اس کی وضاحت یوں کی:۔

> The environment is everything: where we live, work, play, go to school, as well as the physical and natural world. And so we can't separate the physical environment from the cultural environment. We have to talk about making sure that justice is integrated throughout all the stuff that we do.(14)

اس وضاحت سے ہمارے تمام متعلقات ہی ماحول ہیں۔ ہماری زندگی کے تمام رویے اور تہذیب وثقافت سب ماحول ہے۔ اب "ماحولیاتی انصاف" ان تمام حوالوں سے کی بھی قسم کی ناانصافی یا طبقاتی اور صنفی تقسیم کے خلاف بیانیہ ہے۔ ماحولیاتی تنقید اس حوالے میں چونکہ انسان کی مرکزیت کی قائل نہیں اور وہ انسان اور دیگر تمام موجودات کی برابری کی قائل ہے لہذا ماحولیاتی تنقید اعتبار ست ٹموتھی مارٹن کی اصطلاح انوائرنمنٹل جسٹس ایکو کریٹیزم اس بات کی متقاضی ہے کہ ماحولیاتی تنقید میں انوارمنٹل جسٹس کے دائرہ کار کو تمام موجودات کے حوالے سے کسی بھی نوعی، طبقاتی یا صنفی تقسیم تک پھیلاتے ہوئے ہر قسم کی ایسی ناانصافی کو رد کیا جائے۔ لارنس بیول نے First National People of Color Environmental LeadershipSummit میں شرکاء کے حوالے سے ایک اصول بیان کیا جو کہ روایتی ماحولیات کی تجدید کے ضمن میں پیش کیا گیا۔

> Environmental justice affirms the sacredness of Mother Earth,ecological unity and the interdependence of all species, and theright to be free from ecological destruction.(15)

اسی کی مزید وضاحت میں وہ ایک اور پہلو بیان کرتے ہیں:۔

> Environmentaljustice affirms the fundamental right to political, economic, cultural, and environmental self-determination of all peoples.(16)

یہ دونوں اقتباس ماحولیاتی انصاف کے تحت ماحول کے بشر اور غیر بشر دونوں موجودات کے کسی بھی کسی قسم کے داخلی وخارجی استحصال کی تردید کرتے ہیں۔ان سب حوالوں سے ماحولیاتی انصاف کی ماحولیاتی تنقید کے حوالے سے جو جامع تعریف کر سکتے ہیں وہ کچھ یوں ہے۔

"ماحولیاتی انصاف" ماحولیاتی تنقیدی تناظر میں ماحول کے تمام موجودات (بشر وغیر بشر) کے مابین کسی بھی نوعی، صنفی یا طبقاتی تقسیم کے خلاف ہے اور تمام انواع کو برابر تصور کرتے ہوئے کسی بھی نوع کے دوسری نوع پر غیر فطری تسلط کو رد کرتا ہے"۔

اس تصور کی پیشکش میں سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ ماحولیاتی انصاف کی پیشکش اس طرز پر کی جائے کہ اس میں حیات مرکزیت کا واضح تاثر موجود ہو اور وہ بشر مرکزیت کو رد کرے۔اس میں ماحول کے غیر بشر اراکین اور بشر دونوں کا استحصال ایک طرح سے پیش کیا جائے۔ایسی پیشکش کے معیاری نمونے ہمیں مجید امجد کی شاعری میں کثرت سے ملتے ہیں۔ان کی نظمون کے چند اقتباسات کے "ماحولیاتی انصاف" کے پیشِ نظر تنقیدی مطالعے سے ہم ماحولیاتی انصاف کی پیشکش کی ممکنہ صورتیں تلاش کرتے ہیں۔

ماحولیاتی تنقید ایک نیا تناظر ہے۔مغرب میں بھی یہ 90ء کی دہائی کے بعد سامنے آیا۔لیکن مجید امجد اس سے قبل اپنی شاعری میں ایک ایسا ماحولیاتی فلسفہ پیش کرتے ہیں جو اس جدید طرزِ تنقید سے نہ صرف ہم آہنگ ہے بلکہ اس میں مزید وسعت اور اس کی عملی صورتیں بھی وضع کرتا ہے۔اس ضمن میں بہت سے ماحولیاتی تنقیدی حوالے دیے جاسکتے ہیں کہ مجید امجد کی شاعری میں کس طرح مغربی موجودہ تصورات سے وسعت کے حامل ماحولیاتی تنقیدی تصورات ہیں۔مقالہ کے موضوع کے پیشِ نظر ماحولیاتی انصاف کے ہی تناظر میں مجید امجد کی اس فکری وسعت اور اس کی فنی پیشکش کا جائزہ لیتے ہیں۔

مجید امجد کی ماحولیاتی شاعری میں ان تمام تصورات کی پیشکش کسی نعرے یا کھوکھلے بیانیے کی صورت میں نہیں ہے۔نہ ہی مجید امجد کسی خارجی مبصر کے طور پر سامنے آتے ہیں۔مجید امجد ماحولیات کی پیشکش میں اپنے اسلوب سے ہی وہ تمام پہلو اس وسعت سے اجاگر کرتے ہیں کوئی ابہام پیدا نہیں ہوتا نہ ہی کسی اجنبیت کا احساس ہوتا ہے۔ماحولیاتی انصاف کے حوالے سے مجید امجد کی نظم کنواں اور ہڑپہ کا کتبہ بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔

مجید امجد کی نظم کنواں میں معنویت کی دو تہیں ایک ساتھ چلتی ہیں۔اگرچہ عام تنقیدی تناظر میں اسے علامتی نظم شمار کیا جاتا ہے۔اور اس کی معنویت میں استحصال زدہ انسانوں کو پیش کیا جاتا ہے۔لیکن ماحولیاتی تنقیدی تناظر میں دیکھا جائے تو یہ نظم فکر و فن دونوں حوالوں سے ایک معیاری اسلوب ہے۔یہاں علامت کا تصور اکہرا نہیں۔بلکہ نظم کی دو تہیں ہیں اور دونوں اپنی جگہ پہ مکمل ہیں۔نظم ایک وقت میں ماحول کے کئی موجودات کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کرتی ہے۔نباتات، حیوانات اور انسان تینوں اس نظم میں موجود ہیں۔اور تینوں کے لیے شاعر کے نزدیک کوئی الگ الگ معیار نہیں بلکہ تمام انوع کا ستحصال اسے ایک ہی جیسا نظر آتا ہے۔یہاں مجید امجد وہ اسلوب

پیش کرتے ہیں کہ جس میں بغیر کسی بیانیے کے وہ تمام انواع کو ایک صف میں لا کر حیات مرکزیت کے تقاضے پورے کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ ماحولیاتی انصاف کا تقاضا پورا کرتے ہوئے ان کے درمیان وسائل کے اعتبار سے تفریق کی بھی مذمت کرتے ہیں۔ نظم کا ایک اقتباس دیکھیے۔

کنواں چل رہا ہے، مگر کھیت سوکھے پڑے ہیں، نہ فصلیں، نہ خرمن، نہ دانہ
نہ شاخوں کی باہیں، نہ پھولوں کے مکھڑے، نہ کلیوں کے ماتھے، نہ رُت کی جوانی
گزرتا ہے کیاروں کے پیاسے کناروں کو یوں چیرتا تیز، خوں رنگ پانی
کہ جس طرح زخموں کی دکھتی تپکتی تہوں میں کسی نیشتر کی روانی(۱۷)

اس اقتباس میں لفظوں کی بنت دیکھیں تو یہ بات واضح دکھائی دیتی ہے مجید امجد کس طرح تمام انواع کی برابری کو اجاگر کرتے ہیں۔ "شاخوں کی باہیں"، "کلیوں کا ماتھا"، "پیاسے کنارے"، "خوں رنگ پانی"، "زخم اور نیشتر" یہ سارے الفاظ اس تسلسل سے آتے ہیں کہ کسی بھی نوع کی تفریق کا تصور پیدا نہیں ہوتا جیسا کہ مظاہر پسندی کے ضمن میں ہم نے دیکھا کہ ماحولیاتی تنقید اس بات کی متقاضی ہے کہ تمام انواع کو انسان کی طرح ہی زندہ تصور کیا جائے۔ شاعر اس عمل کو اتنی نفاست سے سر انجام دیتا ہے کہ وہ تمام الفاظ جو ایک ایک نوع کے طبعی اجسام کے اظہار اور ان کی کیفیات کے لیے تسلیم شدہ ہیں وہ اس طرح مل جل جاتے ہیں کہ تمام انواع کی بدنی تفریق مٹ جاتی ہے اور وہ تشبیہ یا استعارے کی طرح خارجی تفویض نظر نہیں آتے بلکہ ان ابدان کا فطری حصہ نظر آتے ہیں۔ اس کے لیے وہ تمام انواع کے اجسام کے متعلقات کو کسی طے شدہ ترتیب کے بجائے تجریدی انداز میں اس طرح برتتا جاتا ہے کہ وہ کسی خاص شناخت یا فرق کے بغیر یوں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتے ہیں کہ ایک دوسرے کا اٹوٹ انگ نظر آتے ہیں۔ یہ عمل کسی بھی نوع کی برتری یا ثانوی حیثیت کو ختم کر دیتا ہے اور ایک ماحولیاتی سماج کا تاثر پیدا ہوتا ہے۔۔ برابری کا یہ تصور ماحولیاتی انصاف کی پیشکش کو بنیاد فراہم کرتا ہے۔ کسی بھی ایک نوع پر دوسری کا تسلط خود بخود ایک ماحولیاتی ناانصافی کا احساس پیدا کرتا ہے۔ نظم کے اس حصے میں جہاں ظاہری سطح پر ہمیں ماحول کی دیگر انواع ایک صف میں نظر آتی ہیں وہی خون و نیشتر اور باہیں ہمارے شعور میں انسانوں کو بھی اس منظرنامے کا حصہ بنا دیتے ہیں۔ کنواں ہمارا تہذیبی نظام اور ارتقاء کا سفر بھی ہے۔ انسانی تہذیب کی ابتدا کاشتکاری سے ہوئی۔ اور زراعت کے ذریعے انسان نے فطرت میں دخل اندازی شروع کی۔ یہ دخل اندازی دیگر انواع کے استحصال سے ہوتی ہوئی خود انسانوں کے استحصال پر منتج ہوئی۔ اس ارتقائی نظام اور تہذیبی ترقی کا دعویٰ معیارِ زندگی کو بلند کرنا تھا۔ لیکن کھیت سوکھے پڑے ہیں۔ اس کی وجہ مجید امجد آگے چل کر ماحولیاتی ناانصافی کو بتاتے ہیں سو کہتے ہیں۔

ادھر دھیری دھیری
کنوئیں کی نفیری
ہے چھیڑے چلی جا رہی اک ترانہ
پر اسرار گانا
جسے سن کے رقصاں ہے اندھے تھکے ہارے بے جان بیلوں کا جوڑا بچارا
گراں بار زنجیریں، بھاری سلاسل، کڑکتے ہوئے آتشیں تازیانے
طویل اور لامنتہی راستے پر بچھا رکھے ہیں دام اپنے قضانے
اِدھر وہ مصیبت کے ساتھی ملائے ہوئے سینگوں سے سینگ، شانوں سے شانے
رواں ہیں نہ جانے
کدھر ؟ کس ٹھکانے ؟
نہ رکنے کی تاب اور نہ چلنے کا یارا
مقدر نیارا (۱۸)

ماحولیاتی انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی نوع کسی دوسری نوع کو اپنی ذاتی مفاد کے لیے استعمال نہیں کر سکتی۔ صرف اتنا تصرف جائز ہے جو قدرتی رعمل میں تمام ماحولیاتی کرے کی بقاء اور تسلسل کے لیے ہے۔ کنویں کے بیل زراعت کے لیے سدھائے گئے ہیں۔ یہ عمل ماحولیاتی تنقیدی نگاہ سے قابلِ قبول نہیں اور جبر و تسلط کا نظام ہے۔ ماحولیاتی انصاف چونکہ اپنی بنیاد میں حیات مرکز ہے، اس کے لیے تمام انواع ایک جیسا مقام رکھتی ہیں لہذا انسانوں یا دوسرے پودوں کے مفاد کے لیے ان پر جبر و تسلط اور ان کو پابندِ سلاسل کر کے ان پر تشدد ماحولیاتی ناانصافی ہے۔ یہ بیل نظم کے ایک سطح پر بذاتِ خود ایک نوع ہیں اور علامتی سطح پر ہر اس نوع کے نمائندہ ہیں کہ جن کا استحصال کیا جا رہا ہے۔ نظم یہاں تک ایک نوع کے دوسرے پر تسلط کے خلاف احتجاج ہے۔ اس سے اگلا حصہ نظم کو احساس کی سطح پر مزید گہرا کرتا ہے اور ماحولیاتی انصاف کی معنویت اور وسعت کو اور نکھارتا ہے۔ ماحولیاتی انصاف چونکہ بین الانوع اور خود کسی نوع کے افراد کے مابین بھی کسی ناانصافی کو قبول نہیں کرتا۔ لہذا مجید امجد پہلے حصے کو بین الانوع استحصال کی رد میں جبکہ اگلے حصے کو ایک نوع کے افراد کے مابین تفریق کی رد میں لاتے ہیں۔

کہیں کھیت سوکھا پڑا رہ گیا اور نہ اس تک کبھی آئی پانی کی باری
کہیں بہہ گئی ایک ہی تند ریلے کی فیاض لہروں میں کیاری کی کیاری
کہیں ہو گئیں دھول میں دھول لاکھوں رنگارنگ فصلیں، ثمردار ساری(۱۹)

آغاز میں کھیت سوکھے پڑے ہیں یہاں پھر کھیت کی خشکی کے ساتھ کچھ کھیتوں میں ضرورت سے کہیں زیادہ پانی کا جانا ماحولیاتی انصاف کی گہرائی کا امین ہے۔ ماحولیاتی انصاف تشدد اور بربریت جیسی واضح ناانصافیوں کو ہی نہیں بلکہ وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم کو بھی کو تسلیم نہیں کرتا۔ مجید امجد نظم کے تسلسل اور اس کی روانی میں بغیر کسی تعطل یا ثقالت کے یہ تمام تصورات واضح کرتے گئے ہیں۔

نظم ہڑپہ کا کتبہ بھی ماحولیاتی انصاف کی کمال پیشکش ہے۔ اختصار اور جامعیت پر مبنی یہ نظم اس تنقیدی نکتہ نظر کے واضح نقوش رکھتی ہے۔

بہتی راوی! ترے تٹ پر — کھیت اور پھول اور پھل
تین ہزار برس بوڑھی تہذیبوں کی چھل بل
دو بیلوں کی جیوٹ جوڑی، اک ہالی، اک ہل
سینۂ سنگ میں بسنے والے خداؤں کے فرمان
مٹی کاٹے، مٹی چاٹے، ہل کی انی کا مان
آگ میں جلتا پنجر ہالی، کاہے کو انسان
کون مٹائے اس کے ماتھے سے یہ دکھوں کی ریکھ
ہل کو کھینچنے والے جنوروں جیسے اس کے لیکھ
تپتی دھوپ میں تین بیل ہیں، تین بیل ہیں، دیکھ (۲۰)

ماحولیاتی انصاف کسی بھی فرد کو جو کسی بھی نوع سے تعلق رکھتا ہو چاہے وہ بشری ہے یا غیر بشری برابر مقام دیتا ہے۔ لہذا وہ ایسے نظام کو قبول نہیں کرتا کہ جس میں کسی ایک نوع کو طاقت دے دی جائے اور باقی سب انواع اس کی مغلوب ہو جائیں۔ اسی طرح وہ کسی ایک نوع کے افراد کو بھی یہ حق نہیں دیتا کہ دوسرے افراد پر تسلط قائم کریں۔ کیونکہ حیات مرکزیت تمام انواع کو ایک جیسا گردانتی ہے۔ مجید امجد کے ہاں حیات مرکزیت اسی وسعت کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

حیات مرکزیت کی کمال پیشکش یہ ہے کہ جہاں استحصال کے خلاف بات ہو وہاں انداز ایسا ہو کہ وہ کسی ایک نوع کی وکالت نہ بن جائے۔ اس میں تمام انواع کی برابری کا تصور بھی قائم رہے۔ اور مجید امجد اس کمال سے بخوبی واقف ہیں۔ وہ ان دونوں کو بنیاد بنا کے نظم کا خمیر اٹھاتے ہیں۔ یہ عمل ان کی بیشتر نظموں میں کار فرما نظر آتا ہے۔ اس نظم میں بشر مرکز نظام کو حدف تنقید بنایا گیا ہے۔ جو تہذیب کے نام پر استحصال کو روا رکھے ہوئے ہے۔ یہ استحصال دوہرا ہے۔ یعنی انسانوں کا بھی اور غیر انسان انواع کا بھی۔ لیکن مجید امجد کی حیات مرکز فکر انسانوں اور غیر انسانوں کی تقسیم نہیں کرتی بلکہ اسے یہ استحصال ایک سا ہی نظر آتا ہے۔

ڈاکٹر تبسم کاشمیری لکھتے ہیں

جسمانی عمل کے اعتبار سے امجد نے ہالی کو بیل کی شکل میں دیکھا ہے۔ اس کے نزدیک یہ تہذیبی تاریخ تین ہزار برس سے انسانوں کو بیلوں میں متشکل ہوتا دیکھ رہی ہے۔ شکلوں کے بدلنے میں ایک تسلسل ہے، جو ختم ہونے میں نہیں آتا۔ ہڑپہ کی تہذیب دو بیلوں کی تہذیب نہیں یہ تین بیلوں کی تہذیب ہے۔ ہڑپہ کی تہذیب مر گئی، دفن ہو گئی مگر تین بیلوں کی یہ مسلسل تہذیب زندہ ہے اور امجد اسی تہذیبی تسلسل کے چہرے سے دکھوں کی ریکھاؤں کے مٹنے کا منتظر ہے۔(۲۱)

لہذا مجید امجد کو دو نہیں تین بیل نظر آتے ہیں اور اسے تینوں بیلوں کا ایک سا دکھ ہے۔ کہ وہ انسانوں کی بنائی ہوئی ہر تقسیم کو رد کرتے ہوئے سماجی انصاف کا تقاضا کرتے ہیں۔ لیکن یہ سماجی برابری صرف انسانوں کی نہیں بلکہ ماحولیاتی سماجی برابری ہے جہاں وہ بیل ہو یا انسان یا بیل بوٹے سب کو ایک جیسا حق حاصل ہے۔ طاقت کا عدم توازن اور اس کے بل بوتے پر کسی دوسرے کا ستحصال ہمارے جدید نظام کی دین ہے مجید امجد اس بشر مرکز تہذیب کے خلاف احتجاج کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کے نزددیک اس نظام میں دکھ کی ریکھائیں اور گہری ہوتی جارہی ہیں۔ یہ حیات مرکز تہذیب کی طرف دعوت ہے۔ جو کسی خاجی ضروت یا کسی مفاد کے پیشِ نظر نہیں بلکہ ماحولیاتی انصاف کا تقاضا ہے۔

ایک اور نمایاں پہلو جو اس نظم پر حیات مرکزیت کی چھاپ کو اور گہرا کر دیتا ہے وہ یہ کہ عموماً جب ماحولیاتی تنقید میں میں بن نگاری وغیرہ کے ضمن میں جب کسی جانور کو موضوع بنایا جاتا ہے تو اس کے لیے ایسا جانور جو کہ سدھائے گئے ہوں شمار میں نہیں لائے جاتے کیونکہ انھیں تہذیب کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس نظم میں مجید امجد کا موضوع سدھائے ہوئے بیل ہیں جو کاشت کاری میں استعمال ہو رہے ہیں۔ حیات مرکزیت چونکہ بلا تفریق ہر نوع کو برابر تسلیم کرتی ہے اور کسی بھی نوع کے فرد کے استحصال کو تسلیم نہیں کرتی۔ لہذا اسی تقاضے کو پورا کرتے ہوئے مجید امجد سدھائے جانے کو اور پھر اس سے اپنی مرضی کی مشقت لینے کو نشانۂ تنقید بناتے ہیں۔ اس حوالے سے یہ نظم اپنی وسعت کے پیشِ نظر ماحولیاتی انصاف کے وسیع دائرہ کار کی عکاس بھی ہے۔

ماحولیاتی تنقید اپنے دامن میں وسعت کے پیشِ نظر اس کرہ ارض کے بہت سے مسائل کو اپنے اندر سموتی جارہی ہے۔ موجودہ عہد کے ماحولیاتی بحران کے ساتھ ساتھ طاقت کے عدم توازن اور انسان ساختہ تہذیب کی پیدا کردہ طبقاتی تقسیم نے معاشی اور معاشرتی سطح پر انسانیت کو تباہی کے دہانے پہ لا کھڑا کیا ہے۔ اس وقت ان دونوں حوالوں سے زندگی کے ہر شعبہ میں آگاہی کی ضروت ہے جس میں ان دونوں قسم کے بحرانوں سے اس طرح نمٹا جانا ضروی کے کہ اس استحصال کے نظام کو رد کیا جا سکے۔ اس کی سب سے معیاری صورت ماحولیاتی انصاف ہی ہے۔ یہ بیک وقت دونوں طرح کے بحرانوں سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس کی پیکش کے ضمن میں مجید

امجد کا اسلوب ایک راہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے شعری سرمایہ میں ماحولیاتی تنقیدی اعتبار سے کثیر ایسی نظمیں موجود ہیں جو اس عہد کے بدلتے تقاضوں کے پیشِ نظر اردو ادب کی ماحولیاتی تنقید کے لیے بنیاد فراہم کرتی ہیں اور ماحولیات کی مقامی صورتحال کی پیشکش کے لیے نئی راہیں سجھاتی ہیں۔

حوالہ جات:

1. *CheryllGlotfelty, The Ecocriticism Reader,The University of Georgia Press, Athens,1996,P18*
2. *Timothy Morton, Ecology Without Nature, Harvard university press, Cambridge, Massachusetts, and London, England, 2007,P2*
3. *Lawrence Buell, The Future of Environmental Criticism, Blackwell Publishing,350 Main Street, Malden, USA, 2005, P29*
4. *Thomas K. Dean, What is Eco-Criticism? , (Essay) Published : Defining Eco-critical Theory and Practice , sixteen Position Paper from the 1994 Western Literature Association Meeting Slat Lake City, Utah—6 October 1994, P8*
5. *Timothy Clark, The Cambridge Introduction to Literature and the environment Cambridge University Press, New York,2011,P3*

۶۔ دیا شنکر نسیم، مثنوی گلزارِ نسیم، مکتبہ جامعہ نئی دہلی لمیٹڈ، جون 2007ء، ص 26

7. *Lawrence Buell, The Future of Environmental Criticism, Blackwell Publishing,350 Main Street, Malden, USA, 2005, P134*
8. *David Rothenberg, Beneath the surface, critical essays in the philosophy of deep ecology,The MIT Press Cambridge, Massachusetts, London, England,2000,P12*
9. *Eccy de jonge, Spinoza and Deep Ecology,Routledge 2 Park Square, Milton Park, Abingdon, New York,2004,P21*
10. *Christopher Braddock, Animism in Art and Performance,Palgrave Macmillan , 2017, P 132*
11. *Marc Brightman, Vanessa Elisa Grotti , Olga Ulturgasheva, Animism in Rainforest and Tundra, Berghahn Books, New York, 2012, P14*
12. *Rebecca A. Martusewicz, Jeff Edmunadson, John Lupinacci, Ecojustice Education, Routledege, New York, 2011, P14*
13. *Timothy Morton, Ecology Without Nature, Harvard university press, Cambridge, Massachusetts, and London, England, 2007,P10*
14. *Christina A. Siry, Envisioning Polysemicity: Gebrating Insights into the Complexity of place-Based Research Within Contested Spaces (Article) Published in :Cultural Studies of Science Education, Volume 3, Deborah J. Tippins(Editor), Kwnneth Tobin, City University of New York, USA, 2010, P317*
15. *Lawrence Buell, The Future of Environmental Criticism, Blackwell Publishing,350 Main Street, Malden, USA, 2005, P114*
16. *Same Above*

۱۷۔ مجید امجد، کلیاتِ مجید امجد، فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ، نیو دہلی، 2011ء، ص 59

۱۸۔ ایضاً ۱۹۔ ایضاً ۲۰۔ ایضاً ص 336

۲۱۔ تبسم کاشمیری، ڈاکٹر، مجید امجد - آشوبِ زیست اور مقامی وجود کا تجربہ مشمولہ: مجید امجد شناسی بحوالہ مجلہ اوراق، سید سہیل عامر، ڈاکٹر (مرتب)، مثال پبلشر، رحیم سنٹر، پریس مارکیٹ، امین پور بازار، فیصل آباد، 2015ء، ص 94